www.KitaboSunnat.com

مدثر حسین☆

تحریف قرآن، منصف مزاج مغربی مفکرین کی نظر میں

رُشد قراءات نمبر حصہ اوّل و دوم میں اختلاف قراءات قرآنیہ اور مستشرقین کے شبہات کے جائزہ کے حوالے سے اب تک تین مضامین طبع ہو چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس موضوع پر قراءات نمبر میں قراءات کے حوالے سے مستشرقین کے نظریات کے تعاقب پر مزید مضامین شامل اشاعت ہوں۔ چنانچہ رُشد قراءات نمبر سوم میں اس موضوع پر چھ عدد مزید مضامین شامل طباعت ہیں۔ ان مضامین میں سے زیر نظر تحریر اس اعتبار سے انفرادیت کی حامل ہے کہ محترم مقالہ نگار نے مغربی مفکرین میں سے ان منصف مزاج لوگوں کے افکار کو بحث کا موضوع بنایا ہے جو قرآن کریم کو عام مستشرقین کے مؤقف کے برعکس ایک محفوظ کتاب کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

اس موضوع کے حوالے سے اگرچہ مواد نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ بالعموم تمام مستشرقین قرآن کریم محمدﷺ کا ذاتی کلام مانتے ہیں چنانچہ اسے شرعی مقام دینے کو تیار نہیں لیکن اس کے باوجود فاضل مقالہ نگار انتہائی تتبع کے بعد اس موضوع کے حوالے سے ضروری حوالہ جات تلاش کر کے اس مضمون کو ترتیب دیا ہے۔ جس سے قرآن کریم کے بارے اہل مغرب کے دونوں نظریات آ گئے ہیں۔ [ادارہ]

اِستشراق کی اَصل حقیقت اس وقت سامنے آئی جبکہ اِستشراق، ألسنة مشرقية کی واقفیت اور اِسلامی علوم وآداب کے یک رُخی مطالعہ تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ آگے بڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلامﷺ سے بغض وعناد، اس کا جزوِ لازم ٹھہرا، پھر یہی بغض وعناد، پہلے پہل تو مشنری جذباتیت کا آئینہ دار رہا لیکن کچھ عرصہ بعد اُس نے متعین مقاصد کے تحت علمیت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ گویا اس دوسرے مرحلہ میں اِستشراق نے ایک تحریک، ایک مستقل روّیہ اور سلوک (Discipline) کی شکل اِختیار کر لی اور اس روّیہ اور سلوک کے اِحاطہ میں رہتے ہوئے تمام ضروری مباحث کو موضوعِ سخن بنایا گیا، مثلاً اِسلام اور اس کی تعلیمات کو مجبوراً یا تکلّفاً غلط طور پر پیش کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ زمانے کے عہد بہ عہد اِرتقا کے ساتھ وہ تعلیمات ہم آہنگ نہیں ہوسکتیں۔ قدیم تہذیبوں اور قدیم زبانوں کو پھر سے زندہ کرنے کے لیے مصر، عراق، شمالی افریقہ اور دوسرے علاقوں میں سرگرمیوں کو منظّم کیا گیا تاکہ یہ تہذیبیں اسلامی تہذیب وتمدن کے لیے چیلنج بن سکیں، عربی زبان کے لیے کہا گیا کہ قرآنی عربی عہد جدید کی ضرورت وحالات سے مطابقت پیدا نہیں کرسکتی اس لیے مقامی زبانیں اور مردہ لغات کو آگے بڑھانا بلکہ عربی رسم الخط کو رومی رسم الخط سے تبدیل کر دینا چاہیے۔ پیغمبر اسلامﷺ کی سیرت وکردار کے بارے میں اُن نکات کو اُچھالا گیا، جن سے عام ذہن کے لوگ بھی اچھا تاثر نہ لے سکیں اور ان کے لائے ہوئے مشن کو ناقابل اِلتفات گردانا جائے، اسلامی تہذیب

☆ لیکچرار گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وثقافت کی تعمیر وترکیب میں بیرونی عناصر کی کارفرمائی ثابت کی جائے تاکہ اِسلامی ثقافت، مجموعہ خرافات ٹھہرے وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام مطالعات کا ہدف بہرحال مستشرقین کے نزدیک اپنے عزائم کی تکمیل کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اِمتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ حکمتِ عملی تبدیل ہوتی رہی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مستشرقین جذباتیت کے تنگ دائرہ سے نکل کر عقلیت، علمیت اور اِستدلال کے اَوزان وپیمانے استعمال کرنے لگے، اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق اپنے رویہّ پر اُنہوں نے خود نظر ثانی کی اور بدنیتی کے باوجود مخالفت ومخاصمت کا اظہار رفتہ رفتہ سلیقہ سے کیا جانے لگا۔

اِستشراقی تحقیقات کا پس منظر

اِستشراق اور صاحبان استشراق (مستشرقین) کی پوری تاریخ پر ایک عمومی نظر ڈالی جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریک اِستشراق اپنی حقیقت و ماہیت میں چونکہ اسلام کے خلاف ہے اور ہر دور کے (غیر مسلم) مستشرقین کی تمام سرگرمیاں، اپنے علمی تنوع کے باوجود اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ، اسلامی تاریخ اور اسلامی علوم وآداب کے حوالہ سے بہرحال معاندانہ رہی ہیں اور چونکہ مستشرقین کی پوری جماعت میں شامل افراد اپنی اصل ونسل میں یہودی ہیں یا عیسائی، اس لیے یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ اسلام اور یہودیت وعیسائیت کے مابین آویزش کے ساتھ ہی استشراقی جذبہ وفکر کی نمو ہوگئی تھی۔

باقاعدہ ایک تحریک کی شکل اختیار کرنے سے پہلے بھی اہل مغرب کی طرف سے، اِسلام کے خلاف بالعموم اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف بالخصوص، بغض و عداوت کا اظہار موقع بہ موقع، تاریخ کے مختلف اَدوار میں ہوتا رہا اور وفور جذبات سے سرشار، رومی، بازنطینی، مسیحی اور یہودی روایتیں صدیوں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں، اَفواہوں کے دوش پر سفر کرتی رہیں اور کبھی کبھار تحریر وتصنیف اور وقائع واَسفار کے قالب میں ڈھلتی رہیں اور ان کی اپنی آئندہ نسلوں کا سرمایہ افتخار قرار پائیں۔ چنانچہ ظہورِ اسلام کے بعد سے کوئی چار ساڑھے چار سو سال تک اِسلام اور بانی اسلام ﷺ کے حوالے سے اُن کی مخالفت ومخاصمت کا عام اَنداز یہی رہا اور اس تمام عرصہ میں بلکہ اس کے بعد بھی مغربی دنیا اس قابل نہ ہوسکی کہ حقائق وواقعات کا صحیح اِدراک کرسکے اور مسلمانوں کی تاریخ وثقافت کو علم کی روشنی میں جان سکے۔ اس صورتِ حال کا بظاہر ایک سبب، ان کے دلی جذبات کے علاوہ یہ تھا کہ صحیح معلومات کے لیے اصل اسلامی مآخذ تک رسائی ممکن نہ تھی، پھر تعصب، سنی سنائی باتوں، غلط فہمیوں اور خود ساختہ مفروضات نے انہیں اس قابل ہی نہ رکھا کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حقیقی تصویر دیکھ سکیں۔ اس پر مستزاد تصادم وکشمکش کے وہ واقعات تھے جو تاریخ میں بار بار دہرائے گئے۔ خاص طور پر آنے والے زمانے میں صلیبی محاربات کا سلسلہ دشمنی وعداوت ان پر ایسا نشہ طاری کرگیا جو آج تک نہیں اُترا۔ صلیبی جنگوں کے طویل محاربات میں دنیائے مغرب کی ناکامی سے نہ صرف یہ کہ یورپ کی مشترکہ عسکری قوت پاش پاش ہوگئی بلکہ یہی شکست اس بات کا زبردست محرک بن گئی کہ جنگی محاذ پر پسپا ہونے کے بعد ذہنی وفکری محاذ پر اِسلام اور دنیائے اسلام کو زک پہنچائی جائے۔ اس کی تدبیر اس سے بہتر اور کوئی نہ تھی کہ اسلام، اسلامی عقائد، پیغمبر اسلام ﷺ اور اسلامی معاشرہ کو ہدف تنقید بنایا جائے۔ چنانچہ اس کام کے لیے جذباتی طوفان پہلے سے موجود تھا، پھر لاطینی آبادکار اور مسلم علاقوں سے آئے ہوئے عیسائی اور یہودی، اِسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم، معلومات رکھتے تھے وہ کتنی ہی خام و ناکارہ سہی، ان کے لیے بہرحال مفید مطلب تھیں۔

اِستشراقی تحقیقات کے اَسباب ومحرکات

تحریک استشراق کے پس پردہ محرکات کو مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

① اسلام اور اَدیان غیر میں بڑے بنیادی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اسلام کا نظریہ حیات، اس کا نظام فکر وعمل، اس کے تہذیب وتمدن کا اظہار، یہودیت، عیسائیت اور دوسرے مشرکانہ مذاہب سے یکسر مختلف ہے۔ پھر دانائے سُبل، ختم الرسُل ﷺ نے اسلام کی جو دعوت پیش کی اُس نے روزِ اوّل ہی سے ادیان باطلہ کی نفی کردی تھی اس لحاظ سے یہ اَمر تعجب خیز نہیں کہ دوسرے مذاہب کے علمبردار، اسلام، اہل اسلام اور عالم اسلام کے بارے میں سخت معاندانہ جذبات رکھتے ہیں اور اپنے بغض وعناد کا اظہار ہرممکن طریقہ سے کرتے ہیں۔ اُن کا یہ روّیہ اور ان کی شقاوت وقساوت دراصل نظریاتی اور فکری بنیادوں پر استوار ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ایک جگہ اس حقیقت کبریٰ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ''تم دیکھو گے اہل ایمان کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی، اور وہ تکبر نہیں کرتے۔'' جہاں تک مستشرقین کا تعلق ہے، ان کے پورے گروہ میں نمایاں ترین عناصر، یہود، نصاریٰ اور مشرکین ہیں۔ انہیں اسلام، اہل اسلام اور عالم اسلام کی سرفرازی کسی طور پر پسند نہیں بلکہ وہ ہر آن زک پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے تحریک استشراق کی اٹھان اسلام دشمنی کے زیر سایہ ہوئی اور مستشرقین کی مساعی کا ہدف یہ ٹھہرا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو دنیا کے سامنے کریہہ المنظر بنا کر پیش کیا جائے۔

② نظریاتی سبب کے علاوہ ایک سبب تاریخی بھی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا انقلاب آن کی آن میں پھیلتا چلا گیا واراس کے علمبرداروں نے انتہائی مختصر مدت میں اسلام کا پرچم دنیا کے دُور دراز علاقوں میں جا کر لہرا دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اپنی پیش قدمی میں اِسلام نے اپنی راہ کی تمام مزاحمتوں کو اس آسانی کے ساتھ ختم کردیا کہ دنیائے مغرب آج تک انگشت بہ دنداں ہے۔ خاص طور پر اُس وقت کی معلوم دنیا کی دو بڑی طاقتوں روم وفارس کا سرغرور یوں سرنگوں کیا کہ وہ صدیوں خمیدہ رہا۔ بہرحال اسلام کی اِنتہائی تیز رفتاری کے ساتھ وسعت واِشاعت نے جہاں ایک طرف دنیائے مغرب کی مذہبی ونظریاتی رفعتوں کو پامال کیا وہاں دوسری طرف اسلام کی عسکری فتوحات نے ان کی شوکت وسطوت کو پارہ پارہ کردیا۔ بازنطینی سلطنت کے زرخیز خطوں (شام، فلسطین، مصر وغیرہ) پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا، اور چرچ کے مضبوط قلعے فتح ہوگئے۔ شمالی اَفریقہ کو فتوحات، اُندلس اور سسلی کی عرب فتوحات نے دنیائے مغرب کو زیروزبر کردیا اور یوں اسلام اور مغرب کے درمیان عداوت کی مستقل بنا پڑ گئی۔ یہ تاریخی منظر مستشرقین کی معاندانہ سرگرمیوں اور مخاصمانہ کاروائیوں کا بھی نقطہ آغاز ثابت ہوا۔

③ محاربات صلیبی کو اگر ہم تحریک استشراق کا فوری سبب قرار دیں تو غلط نہ ہوگا۔ صلیبی جنگوں کو تاریخ یورپ بلکہ تاریخ عالم اور تاریخ اسلام میں جو اہمیت حاصل ہے اس کی تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں ہے البتہ اس حد تک نشاندہی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ دنیائے اسلام کے خلاف دنیائے یورپ کی متحدہ کوششیں چونکہ ناکام ونامراد ہوئیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور (۱۰۹۶ء سے ۱۲۹۲ء تک) کے معرکہ ہائے صلیب و ہلال کے نتائج ارباب کلیسا کے حق میں اچھے نہ نکلے۔ اس لیے انہوں نے عسکری محاذ پر شکست کھانے کے بعد گویا یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو شکست دینے کیلئے علمی و فکری محاذ کو منظم کیا جائے۔ یہی فیصلہ بالآخر تحریک استشراق کی شکل میں سامنے آیا۔ اس سلسلہ میں لارڈ اینی کا یہ تبصرہ قابل ذکر ہے:

''فوجی اعتبار سے تو اب صلیبی جنگیں ختم ہوچکی ہیں مگر یورپی لوگ دین اسلام اور اس کی تہذیب کے بارے تحریراً جن خیالات کا اظہار کریں گے اُن میں تعصّب کے اثرات ہمیشہ باقی رہیں گے۔''

ایک فرانسیسی (Plerre Martino) اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''جب عیسائی ترکوں کے خلاف جنگ ہار گئے تو وہ ہرزہ سرائیاں کرنے لگے یہاں تک کہ انہوں نے عیسائیت کی شکست کا بدلہ میدان ادب میں لے لیا۔''

چنانچہ تحریک استشراق کی صورت میں اہل یورپ اور ارباب کلیسا کی تمنائیں پوری ہوئیں اور اس طرح تحریک استشراق کے جلو میں دنیائے مغرب کا یہ منظّم حملہ، واقعتاً عسکری محاذ پر اُن کے صلیبی حملوں سے کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوا۔ مختصر یہ کہ اسلام دشمنی کی جو چنگاریاں پہلے سے دبی ہوئی تھیں وہ لو دینے لگیں اور رفتہ رفتہ ان کی آتش عداوت دامن مشرق کو جلانے لگی۔

④ مستشرقین من حیث المجموع چاہے قدیم ہوں یا جدید، مغرب کے ہوں یا مشرق کے، اپنی اصل ونسل کے اعتبار سے بہرحال یہودی، عیسائی اور مشرک ہی رہے ہیں۔ گویا اختلاف دین و مذہب کی بنا پر اُن کے جذبات وخیالات تو پہلے سے ہی مذہبی بغض وعداوت (Religious Hostity) کے آئینہ دار تھے۔ اس پر مستزاد یہ اَمر ہوا کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے حقیقی مآخذ سے دور، صدیوں جہالت و بے خبری اور عدم واقفیت کا شکار رہے۔ اس کا واضح نتیجہ ایک طرف تو یہ سامنے آیا کہ اسلام اور داعی اعظم علیہ السلام کے بارے میں کم وبیش ۱۹ویں صدی کے آخر تک دانستہ یا نادانستہ طور پر وہ جو کچھ لکھتے رہے اور پھیلاتے رہے، وہ صریحاً ظن و تخمین، وہم وگمان کی پیداوار تھا۔ چنانچہ بے سروپا روایات، من گھڑت حکایات، فسانہ وفسوں، لچر قصے کہانیاں اور اسی طرح کا بلاتحقیق خام مواد مستشرقین اسلام اور پیغمبر اسلام کی نفرت انگیز تصویر پیش کرنے کے لیے بڑی دلیری کے ساتھ صدیوں استعمال کرتے رہے۔ پھر دوسری طرف جب جہالت و بے خبری کا پردہ چاک ہوا اور مستشرقین اسلامی مآخذ کی تحقیق وتفتیش میں منہمک ہوئے، تب بھی انہوں نے دانستہ طور پر قرآن واحادیث سے کھیلنے میں کوئی تکلف نہیں کیا نیز مشرقی مصادر کی ترتیب وتبویب کے سلسلہ میں تمام تر محنتوں کے باوجود فاش قسم کی غلطیاں کرتے رہے۔ بہرحال ان تمام باتوں کا مقصد ایک تھا، یعنی تشکیک وتذبذب کے بیج بو کر اسلام اور سرور عالم ﷺ کے بارے میں مسلمانوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانا اور انہیں آمادہ بہ نفرت کرنا۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ مستشرقین اپنی تحقیقات کے پردہ میں بقول ایک مصنف ایسے خیالات کو خاموشی کے ساتھ اسلام کے نظامِ فکر میں داخل کردیں جس کا ادراک راسخ العقیدہ لوگوں کے سوا دوسرے نہ کرسکیں۔ انہوں نے یہ خیال کرلیا کہ ان کی تحقیقات سے مرعوب ہوکر ان کی ہر بات کو بلا چون و چرا درست مان لیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے علومِ اسلامی کا ہر میدان اپنی جولانگاہ کے لیے منتخب کیا اور علوم اسلامیہ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں انہوں نے خلطِ مبحث سے کام نہ لیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ مسلمانوں کا زِوال و اِنحطاط بحیثیتِ مجموعی، تحریک استشراق کے فروغ کا باعث ہوا۔ادھر عالم اسلام سیاسی انتشار کا شکار ہوا، اُندلس مسلمانوں کے قبضہ سے نکلا اور پھر سیاسی انحطاط، معاشرتی و اخلاقی زوال اور تہذیب وثقافت کے تنزل کا باعث ہوا تو اُدھر مسیحی یورپ کی ہمتیں بلند ہوئیں، بلکہ اندلس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے واپس لے کر تو اتنا غرور پیدا ہوا کہ صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پھر پندرہویں صدی عیسوی کے بعد سے اُنہیں سیاسی عروج حاصل ہونے لگا تو اقوامِ یورپ نے ایشیا، افریقہ اور دوسرے مشرقی علاقوں پر قبضہ جمانا شروع کر دیا اور یوں استعماریت کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ اس کا نتیجہ واضح تھا۔مغربی تہذیب کا غلبہ ہوتا چلا گیا اور مغربی تمدن اپنا اثر جمانے لگا تو مسلم ثقافت مغلوب ہونے لگی اور تمدنی چمک دمک ماند پڑگئی اور اس طرح مستشرقین کو موقع ملا کہ وہ اپنے ہتھیار تیز کر لیں۔ اُنہوں نے مسلمانون کی زبانیں سیکھیں، ان کے اَفکار وعلوم سے واقفیت حاصل کی اور اتنی استعداد پہنچائی کہ مسلمانوں کے مآخذ کو استعمال کر سکیں اور یوں اپنی تحریک کو آگے بڑھا سکیں۔

⑥ پندرہویں صدی عیسوی کے بعد یورپ نے پھر سے انگڑائی لی، اُس کے عہدِ تاریک کا خاتمہ ہوا، اور انکے ہاں علم وتحقیق، بیداری اور تہذیب وتمدن کی ترقی کا دور شروع ہوا۔ یہ ان کے سیاسی فروغ سے ہم آہنگ تھا اور انہیں ضرورت تھی کہ ایشیا اور افریقہ میں انہوں نے اپنی جو کالونیاں قائم کی ہیں انہیں مضبوط و مستحکم بنانے کیلئے مادی وسائل اور اسلحہ سے زیادہ توجہ علمی و ذہنی کاوشوں پر صرف کی جائے۔ چنانچہ استعمارِ مغرب کے تحفظ کیلئے بجائے خود تحریک اِستشراق کی سرگرمی ناگزیر تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے مفتوح ممالک کے تمام علوم وفنون کو حاصل کرنے اور تحقیقات کے پردہ میں اپنے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے یورپی حکمرانون نے تحریک اِستشراق کی مکمل سرپرستی کی۔ یہ سرپرستی صرف مالی صورت میں نہیں تھی بلکہ مستشرقین کو وہ تمام سہولتیں مہیا کی گئیں جو ان کی تحقیق وتفتیش کیلئے ضروری تھیں۔

⑦ مذہبی اور سیاسی محرکات کے ساتھ تجارتی مفادات بھی تحریک استشراق سے وابستہ تھے۔ اَقوام یورپ اور مشرقی ممالک میں رابطہ کی اِبتداء تجارتی تعلقات سے ہی ہوئی تھی۔ پھر امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ وہی تجار بالآخر سیاہ وسفید کے مالک اور حکمران بن بیٹھے۔ تاہم منڈی والی تجارت میں وہ اب بھی منہمک تھے۔ استشراقی سرگرمیوں کے نتیجہ میں کتابوں کی طباعت واشاعت، مؤرخین کی کتابوں کی جلد فروخت اور مستشرقین کی تعداد میں مسلسل اضافہ اہل یورپ کے تجارتی مفادات کے تحفظ وفروغ کا باعث بھی ہوا۔

اَسباب ومحرکات کا یہ مختصر سا تجزیہ تحریک استشراق کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے اور ان کے مالہ وما علیہ کو جاننے کے لیے کافی ہے۔

کتابیات

① دار المصنفین، اعظم گڑھ، مجلّہ 'معارف' جلد دوم، ۱۹۸۶ء

② ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پیر کرم شاہ الازہری، ۱۴۱۸ھ

③ رسول نمبر، مجلّہ نقوش، لاہور

④ حیات محمد ﷺ، محمد حسین ہیکل، دار الحلبی، مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستشرقین کی تحقیقات کے مقاصد

مستشرقین کا وجود کوئی اتفاقی اَمر نہ تھا وہ ایک ایسے معاشرے کے اصحاب فکر وعمل تھے جو صدیوں سے عالم اسلام کے ساتھ حالت جنگ میں تھا اور اسے مغلوب کرنے پر تلا بیٹھا تھا، جس نے اپنی کمزوری رفع کرنے اور دشمن پر برتری حاصل کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کر کے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا تھا اور مستشرقین اس منصوبے کا ہراول دستہ تھے جس کا فرض یہ تھا کہ وہ دشمن کے خزانوں سے اپنے ملک کو مالا مال کریں، اپنی تہذیب کو غالب کریں اور علوم وفنون کی دنیا میں برتری حاصل کریں۔ چنانچہ ہم مستشرقین کی تحقیقات کے مقاصد کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت بیان کر سکتے ہیں۔

دینی مقاصد

آج تحریک اِستشراق ایک علمی تحریک کے طور پر متعارف ہے لیکن کسی محقق کیلئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ اس تحریک کا آغاز جس مقصد کے تحت ہوا تھا وہ دینی تھا۔ علوم اِسلامیہ کی طرف متوجہ ہوتے وقت اپنے دین کے حوالے سے ان کے پیش نظر تین مقاصد تھے۔

① دین اسلام کو دنیا کی اقوام میں عموماً اور یہودی ومسیحی اَقوام میں خصوصاً پھیلنے سے روکا جائے۔

② مسلمانوں کو مسیحی بنانے کیلئے تگ ودو کی جائے۔

③ مستشرقین نے ضروری سمجھا کہ اَصل مسیحی عقائد معلوم ہونے کیلئے کتاب مقدس کے یورپی زبانوں میں ترجموں پر اعتماد کرنے کی بجائے عبرانی زبان کے نسخوں پر اعتماد کیا جائے اور چونکہ عبرانی زبان زندہ زبان کے طور پر کہیں مروج نہ تھی اور عبرانی اور عربی ایک دوسرے کے بالکل قریب تھیں اس لیے ان حالات میں عبرانی زبان کو سیکھنے کیلئے عربی زبان کا سیکھنا ضروری تھا۔

علمی مقاصد

مستشرقین بے شمار علمی مقاصد کیلئے بھی علومِ شرقیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے مادی علوم سے جی بھر کر استفادہ کیا علم الافلاک، جغرافیہ، تاریخ، سائنس، طب، ریاضی، فلسفہ کی کتابوں کو عربی زبان سے مغربی زبانوں میں منتقل کیا۔ انہوں نے علم کے میدان میں جو کچھ حاصل کیا اس نے مغرب کا نقشہ بدل دیا اور یورپ اور امریکہ کو وہاں تک پہنچا دیا جہاں تک پہلے کوئی انسانی معاشرہ نہ پہنچا تھا۔ لیکن وہ اسلام کے روحانی علوم سے استفادہ کرنے میں ناکام رہے۔

اِقتصادی مقاصد

اِسلامی اور مشرقی ممالک میں موجود بہت سے مالی فوائد اہل مغرب کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے اور ان فوائد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ اہل مشرق کی زبانوں، جغرافیہ، زرعی وسائل، انسانی خصوصیات اور ان کے دیگر حالات سے آگاہی حاصل کریں تاکہ جب وہ مقاصد کی خاطر مشرق کا سفر کریں تو انہیں مشرقی لوگوں سے میل جول اور لین دین میں آسانی ہو۔ اسی بناء پر مالی کمپنیاں، تجارتی ادارے اور حکومتیں ان علاقوں کے تفصیلی جائزے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

با قاعدہ وفود بھیجتی تھیں۔

سیاسی مقاصد

اَقوامِ مغرب کے مشرق میں سیاسی مقاصد کو صرف دو عنوانوں کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے:

① سارے عالم اسلام پر سیاسی غلبہ ② مملکت اِسرائیل کا قیام

اِن مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے استعماری طاقتوں نے مستشرقین اور این جی اوز پر پانی کی طرح روپیہ بہایا۔ ان تنظیموں نے اس دولت کے بل بوتے پر تعلیمی اداروں، ہسپتالوں، فلاحی اِداروں اور غریبوں کیلئے امدادی منصوبوں، اخبارات و رسائل اور ذرائع اَبلاغ کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی اور خود اُمت ِمسلمہ سے بھی ان کو کئی بے ضمیر لوگ مل گئے۔

قرآن کریم کے متعلق بعض مستشرقین کی مثبت آراء

دنیا کی تمام مذہبی کتب ِمقدسہ پر قرآن کو ہر حیثیت سے برتری حاصل ہے۔ عہد نامہ قدیم و جدید کی تدوین میں تقریباً ڈیڑھ ہزار سال کا عرصہ لگا۔ بادشاہوں سے لے کر فقیروں تک ہزاروں اَفراد نے اس کی تدوین میں حصہ لیا۔ اس کا مستند ترین حصہ تورات دو جداگانہ کتب (الوہی اور یہوی) کا اشتراک ہے اور تحریف و تصریف سے پُر ہے اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کیا جاتا ہے جبکہ اس میں وہ واقعات بھی درج ہیں جو ان کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔ عہد نامہ قدیم کی حقیقی اہمیت صرف یہ ہے کہ وہ یہود کی مذہبی تاریخ کو بیان کرتا ہے۔

عہد نامہ جدید کی حقیقی نوعیت یہ ہے کہ متعدد نامعلوم افراد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح حیات اپنے اپنے نقطہ نظر سے ترتیب دی ہے، یہ مؤلفین خود عینی شاہد تک نہیں ہے۔ صدیوں بعد سنی سنائی باتوں کو واقعاتی رنگ دیا اور یہ کتب آسمانی قرار پا گئیں جبکہ قرآن ایک فرد واحد پر نازل شدہ وحی الٰہی کا مجموعہ ہے۔ جس کی حفاظت کا شعوری اہتمام دورِ نبوی سے ہی کیا جارہا ہے نہ صرف اسے تحریری طور پر محفوظ کیا گیا بلکہ نبی مہربان ﷺ سے لے کر آج تک کروڑوں افراد نے اسے سینوں میں محفوظ کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے اس دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد، دو سال کے اَندر اندر، خلیفۂ اوّل نے اس کے تمام اَجزاء کو جمع کرکے اس کا مکمل نسخہ مدون کیا۔ دنیا میں پایا جانے والا کوئی نسخہ اس اوّلین نسخے سے ادنیٰ سا بھی اختلاف نہیں رکھتا۔

قرآنِ عظیم تقدس کا حامل، جس کی قراءت باعث ثواب، جس پر عمل باعث نجات اور جس نے اَربوں کھربوں اَفراد کو گذشتہ چودہ سو سال میں ملکوتی فعالیت عطا کی اور جس کے توسط سے یہ ہم تک پہنچا اس نے خود اس کے مصنف ہونے سے اِنکار کیا لیکن مستشرقین اس کو تصنیف ِنبوی قرار دینے پر مصر ہیں، اس کی تعلیمات اور اخلاق پر حملہ آور ہیں اور اس کی بیان کردہ نعمتوں پر طنز کرتے ہیں۔ مشہور مستشرق کارلائل جس نے آنحضور ﷺ کو انبیاء کا ہیرو تسلیم کیا، جو اسلام کی موافقت میں قلم اٹھانے میں سرفہرست ہے جب قرآن کا ذکر آتا ہے تو ساری خوش فہمی رفع کردیتا ہے۔ اس نے لکھا۔ (نعوذ باللہ)

As toilsome reading as everundertook, a wearisome confused Jumble, crude, incordite, aerdless iterations, long-windness, entanglements, most curde

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

incondite, insupportable stufidity, in short nothing but a sence of duty could carry any European through Koran: "Thomas Karlyle; on Heros, Hero-worship and Heroic in the Histtory, P 64,65"

''میری زندگی کی سب سے محنت طلب خواندگی، ایک اکتا دینے والا، پریشان بے ترتیب مجموعۂ خام، ناپختہ، لامتناہی تکرار، طویل گفتگو، الجھاؤ، انتہائی خام اور غیر نفیس نا قابل دفاع حماقت، مختصراً یہ کہ سوائے ادائے فرض کے احساس کے، کسی یورپین کو کوئی چیز قران کو پڑھنے پر آمادہ نہیں کرسکتی۔'' [صفحہ ۶۴، ۶۵]

پیشتر متشرقین کی مشترکہ رائے ہے کہ قرآن داعی اسلام کی تصنیف ہے۔

لیکن ایسے مستشرقین کی تعداد بھی کم نہیں جو اپنے ہم مذہب و مسلک مستشرقین کی رائے کے برعکس یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن وحی الٰہی ہے جو حضور ﷺ کے زمانے میں ہی مدون و مرتب ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے نہ تو عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں اور نہ ہی عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی اور ترمیم کی ہے بلکہ وہ مسلمانوں کی ان کوششوں کو سراہتے ہیں جو مسلمانوں نے قران کریم کی حفاظت کے لیے کیں اور اسے ایک ایسی نا قابل یقین حقیقت قرار دیتے ہیں کہ جس کی مثال اس دنیا میں ناپید ہے۔ ہم ذیل میں ان چند مستشرقین کے اعترافات نقل کررہے ہیں جو باقی مستشرقین کے برعکس تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم وحی الٰہی ہے اور نبی مہربان ﷺ کے زمانے میں ہی مرتب و مدون ہو چکا تھا۔

ولیم میور کا اِعتراف

ولیم میور اسلام دشمنی میں مشہور ہے اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور دین اسلام پر حملے کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ وہ قرآن کریم کو کلام الٰہی تسلیم کرنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ نہیں لیکن یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ آج مسلمانوں کے ہاتھوں میں جو قرآن کریم ہے یہ وہی ہے جو حضور ﷺ کے دور میں تھا۔ ولیم میور لکھتا ہے:

But the preservation of the Koran during the life of Muhammad(SAW) was not dependent on any such uncertain archives, the devine revelation was the cornor stone of Islam... during his life time, repeat with accuracy the entirerevelation screipulous. P. 5/1.

[Mevr, william, the life of Muhammad, Smith, London 1860.]

اس اقتباس سے یہ نتائج سامنے آتے ہیں:

① عہد نبوی میں قرآن محض منتشر و متفرق ٹکڑوں پر ہی نہ تھا۔

② وحی الٰہی مسلمانون کی زندگیوں کی بنیاد تھی نمازوں میں قرآن پڑھنا فرض تھا اور بہت سے لوگوں کے حافظوں میں موجود تھا اس وقت قدر و منزلت کا معیار یہ تھا کہ کس کو کتنا قرآن زبانی یاد ہے۔

③ عرب حفظ کرنے کے عادی تھے اور ان کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ قرآن سے غیر معمولی لگاؤ تھا اور اسے سرگرمی سے حفظ کرنے لگے تھے۔

④ ان کی قوت حافظہ اس قدر قوی تھی کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے اندر ہی وحی الٰہی کمال صحت کے ساتھ ان کو حفظ ہوگئی تھیں۔ ایک اور جگہ ولیم میور (William Muir) ایک دوسرے مستشرق (Vun Hammer) کے اَلفاظ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کرتا ہے:

That we hold the Koran to be as surely Muhammad word, as the Muhammadans hold it to be the word of God. [IBAD. P 27/1.]

''ہمیں اس بات پر کہ قرآن محمد کے الفاظ ہیں، اتنا ہی یقین ہے جتنا مسلمانوں کو اس بات پر کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔''

منٹگمری واٹ کا شمار بھی ان متعصب مستشرقین میں ہوتا ہے جو اسلام پر نشتر زنی کرتے ہیں لیکن وہ بھی نیم دلی سے یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ ملت اسلامیہ نے صحیفہ آسمانی کی حفاظت کے لیے بے مثال کوششیں کیں۔

"Muhammad conntinued to recieve revolation at prequent interals. He and his followers memorized them and they were repeated in the ritual worship or prayer which he introduced most of them were probobly written down during Muhammad life time." [Bells introduction to the Quran, w,montgomery & Richerd bell, P:28, Edin burgh, London,2005.]

''محمد ﷺ پر مختلف وقفوں کے ساتھ وحی آتی رہی ہے آپ اور آپ کے متبعین اسے یاد کرتے اور انہیں اپنی نمازوں میں دھراتے تھے۔ غالباً وحی کا اکثر حصہ محمد ﷺ کی زندگی میں ہی لکھا جا چکا تھا۔''

پھر ترتیب قران کے حوالے سے لکھا ہے:

It seems likely that to a great extent the surahs or chapters of Quran were given their present form by Muhammad him self. [IBID, P:29]

''یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ قران کی سورتوں کو موجودہ ترتیب محمد ﷺ نے خود دی تھی۔''

ایک اور مستشرق T.W.Arnold اس موضوع پر لکھتے ہیں:

The text of recension substantly corrosponds to the actual utter of Muhammad him self. [Arnold,T.W; The preaching of islam, P:9, constable, London 1913.

''اس عملی شاہکار (یعنی قرآن پاک کا متن) اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔''

مستشرق Wherry لکھتے ہیں:

The text of the Quran is the purest of all the words of a like antiquity.

[Wherry,EM; A comprehonsive commentary on the Quran, P:349 trubner&co, London,1896.]

''قرآن پاک کا متن کسی انتہائی نادر چیز کی طرح الفاظ کے اعتبار سے بالکل محفوظ ہے۔''

ڈاکٹر مورس بوکائے رقم طراز ہیں:

Thanks to its undisputed authenticity, the text of the Quran holds a unique place among the text books of revelation.

[Bucaille, Mowrice; the Bible, the Quran& science, P:13 London.]

''ممنون ہیں کہ قرآن کا مستند ہونا ایک تسلیم شدہ مسئلہ ہے اس لیے اس کتاب کو الہامی کتابوں میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔''

روڈی پرٹ (Rudi Paret) لکھتا ہے:

''ہمارے لیے یہ یقین رکھنے کا کوئی سبب نہیں کہ قرآن کریم میں کوئی آیت ایسی بھی ہے جو حضرت محمد ﷺ سے مروی نہیں۔''

یورپ کا مشہور مستشرق Baroness Magrate Vontein قرآن کریم کے حوالے سے لکھتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگرچہ تمام مذہبی صحائف اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تاہم صرف قرآن ہی ایک ایسا آسمانی صحیفہ ہے جس میں ذرا بھی ردوبدل نہیں ہوا اور وہ اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔''

کونٹ بزی دی کاسٹر اپنی کتاب 'الاسلام' میں، جو کہ فرانسیسی زبان میں لکھی گئی اور عربی ترجمہ کے ساتھ ۱۸۹۸ء میں مصر سے شائع ہوئی، لکھتے ہیں:

''اس کلام نے نوع انسانی کو لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز کیا ہے۔ وہی کلام ہے جس کی بلند انشاء پردازی نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مطمئن کیا اور وہ خدا کے معترف ہو گئے۔ یہ وہی کلام ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق اس کے جملے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے پڑھے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بشپ چلا اٹھا کہ یہ کلام اس سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نکلا تھا۔''

پالمر (Palmer) اگرچہ عثمانی دور سے قبل کے قرآن میں تو کئی ایک شکوک پیدا کرتا ہے لیکن مصحف عثمانی کی تیاری کے بعد لکھتا ہے:

Othman's recension had remained. The authorised text.... from the time it was made until the present day.

''مصحف عثمانی اپنے آغاز سے لے کر اب تک ایک مستند متن کے طور پر باقی ہے۔''

وھیری اپنی تفسیر قرآن میں لکھتا ہے:

''تمام قدیم صحیفوں میں قرآن زیادہ غیر مخلوط اور خالص ہے۔''

② قرآن کا معروف انگریزی مترجم پامر (Palmor) کہتا ہے۔

''سیدنا عثمان کا ترتیب دیا ہوا متن اس وقت سے آج تک طے شدہ اور مسلم صحیفہ رہا ہے۔''

③ لین پول (Lanepoole) کہتا ہے۔

''قرآن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکی اصلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے ہر حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں اس پر اعتماد کر سکتے ہیں کہ یہ تیرہ صدیوں سے غیر مبدل رہا ہے۔'' [مجلہ فہم القرآن لاہور، اپریل ۲۰۰۱ء بحوالہ مضمون ابوالحسن ندوی]

میونخ یونیورسٹی جرمنی میں قران مجید میں تبدیلی نہ ملنے کا واقعہ

مشہور عالم دین اور محقق ڈاکٹر حمید اللہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو کہ ان کی کتاب خطبات بہاولپور میں بھی مذکور ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

۱۹۳۳ء میں میونخ یونیورسٹی نے ایک ادارہ قرآن مجید کی تحقیق کے لیے قائم کیا۔ ڈاکٹر آٹو پریکشل (Auto prctizel) اس ادارے کے تیسرے ڈائریکٹر تھے۔ اس ادارے نے قرآن کریم کے قدیم سے قدیم ترین نسخے دنیا کے مختلف ممالک سے اکٹھے کئے کچھ نسخے ایک سو سال کے، کوئی دو سو سال پہلے کے، تیسری، چوتھی اور پانچویں صدی کے غرض یہ جتنے بھی نسخے مختلف میوزیم اور لائبریریوں سے جمع ہو سکتے تھے، اصل یا فوٹو کاپی کی شکل میں جمع کر لئے۔ اس طرح کل ۴۲۰۰۰ نسخے اکٹھے کئے گئے۔ علماء اور محققین کی ایک بڑی جماعت کو ان نسخوں پر بٹھایا انہوں نے ایک طویل عرصہ تک مقابلہ اور موازنہ کیا تاکہ ایک نسخے کا دوسرے نسخے سے اختلاف یا فرق ڈھونڈ سکے، اس تحقیق پر کئی سال لگے اور بعد میں اس کی عارضی رپورٹ بھی شائع کی گئی۔ ان بیالیس ہزار نسخوں میں صرف دو جگہ کتابت کی غلطی نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ئی۔ ایک جگہ تو یہ فرق نظر آیا کہ بسم اللہ میں ایک جگہ الرحمٰن کا لفظ چھوٹا تھا اور دوسرا یہ کہ کہیں الف لام (تعریف) لکھی ہوئی تھی اور کہیں نہیں لیکن الفاظ وہی تھے ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔

ایسی ہی تحقیق جرمنی میں بائبل کے بارے میں بھی کی گئی اور صرف یونانی زبان کے نسخے جمع کئے گئے۔ اس لیے کہ یونانی زبان سے قبل بائبل کا کسی اور زبان میں سراغ نہیں ملتا، اور باقی تمام زبانوں کے نسخوں سے صرف نظر کیا گیا۔ اس کے باوجود صرف یونانی بائبل کے نسخوں میں ہی دو لاکھ غلطیاں برآمد ہوئیں۔

مذکورہ بالا اقتباسات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قرآن کریم کی صداقت صرف ہمارے نزدیک ہی مسلّم نہیں ہے بلکہ متعصب معاندین بھی اپنی تمام کوششوں کی ناکامیوں کے بعد ان عظیم حقائق کے معترف ہو گئے ہیں کہ قرآن کریم ہی واحد آسمانی صحیفہ ہے جو تحریف وتبدیلی سے محفوظ ہے اور اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔

① عہد حاضر کے نقاد اس پر متفق ہیں کہ قرآن کے موجودہ نسخے اس نسخہ کا ہو بہو عکس ہیں جسے نبی ﷺ نے لکھا کر دیا تھا۔

② یورپ کے محققین کی وہ تمام کوششیں قطعاً ناکام رہی ہیں جو قرآن کے اندر بعد کے زمانہ میں کسی اضافہ وغیرہ کو ثابت کرنے کے لیے کی گئی تھیں۔

③ قرآن حکیم کا متن بعینہٖ وہی ہے جو نبی کریم ﷺ نے امت کو دیا تھا اور جو خود آپ ﷺ کے استعمال میں رہتا تھا۔

یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ جس کتاب کی حفاظت کے لیے اتنی کوششیں کی گئیں اس کتاب کی صحت کو مشکوک ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن مجید کی صحت پر مستشرقین کے اعتراضات اور ان کی بدگمانیوں کا ایک سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب پر قرآن مجید کو قیاس کیا ہے، حالانکہ قرآن کو ایسے حالات کبھی بھی پیش نہیں آئے کہ قرآن مجید کے حفاظ کبھی مفقود ہوئے ہوں یا اس کے نسخے ختم ہو گئے ہوں یا اس پر ایسی آفت آئی ہو کہ اس کی زبان ختم ہو گئی ہو اس کے برعکس مسیحیوں نے سمجھ لیا کہ ہماری طرح ان کی کتاب بھی ضائع ہوتی رہی ہے اور نئے سرے سے اس کے متن کا کھوج لگا کر ہر بار مرتب کی جاتی رہی ہے۔

ان تمام حقائق کے اعتراف کے باوجود اس حقیقت سے بھی اِنکار نہیں کہ یورپ کا کوئی مستشرق کتنا ہی صاف اور کھلے دل کا نظر آئے، اس کے اندر اسلام دشمنی کا جرثومہ ضرور ہوتا ہے اور وہ اپنی بظاہر غیر جانبدارانہ اور غیر متعصّبانہ تحقیق میں کہیں نہ کہیں اسلام کے خلاف ضرور بات کرے گا اور پادریوں سے وراثت میں ملنے والا مرض ابھی تک ختم نہیں ہوا۔

جن مستشرقین نے قرآن کے وحی الٰہی ہونے اور تحریف سے مبرا ہونے کا اقرار کیا ہے، ڈاکٹر موریس بوکائے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''قرآن مجید میں دو نمایاں حیثیتیں ہیں اور ان دونوں حیثیتوں میں وہ تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ پہلی حیثیت یہ کہ اس کے انتساب کی صحت میں کوئی شک نہیں اور یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ پیغمبر عرب ﷺ سے اس کی نسبت صحیح نہیں۔ دوسری حیثیت یہ ہے کہ قرآن کو مسلمان عربی زبان کی حفاظت کا مرجع سمجھتے ہیں اور اپنے مذہبی اصول کی تطبیق کا مآخذ مانتے ہیں۔''

مستشرقین کے قلم سے اس بات کا اعتراف کہ قرآن مجید محفوظ اور تحریف وتبدیلی سے پاک ہے اس حقیقت کا بین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثبوت ہے کہ عصمت و صیانت قرآن ایک ایسی قوی حقیقت ہے جو دشمنوں سے بھی اپنا آپ کو منوا لیتی ہے۔

کتابیات

1. Arnold, T.W; The preaching of Islam, Constable,1913, London.
2. Palmer, E; The Quran, Oxford University press, London, 1928.
3. Bucaille, Maurice; The Bible, The Quran secience. London.
4. Karlyle Thomas;On Heros, Hero-worship and Heroic in the history; London.
5. W, Montgomery & Richard Bell; Bell's introduction to Quran, Edin Burgh, London, 2005.
6. Mur, William, The life of Muhammad, smith, London, 1860.
7. Wherry, E.M; A comprehencive commentry on the Quran comprising sales translation Kegan Paul, Trubner & Co. London, 1896.

⑧ ثناء اللہ خان، مرتب، قرآن حکیم اور مستشرقین، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد

⑨ ڈاکٹر عبدالقادر حسن، اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، بیت الحکمت، لاہور، 2006ء

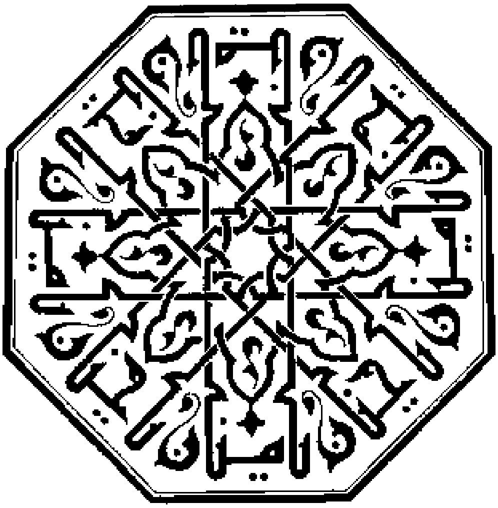

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ